

ڈالنا۔ اور بین مس سیلو یا گرس کے نام پر روانہ کرنا۔ تمہارے یہ کام کرنے سے میرا وہ ارادہ پورا ہو جاوے لگیا جس کے واسطے میں یہاں لندن آئی ہوں۔ تمہاری از حد منظرونی فزڈ باسٹ مذکور بالا خط کے آنے سے تھوڑی دیر پیشتر ڈاکٹر حسب معمول دیکھ بھال کے واسطے آیا تھا۔ جبکہ اسٹورٹ اپنی اسی مصنوعی بیہوشی میں پڑا چھت گیری کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ڈاکٹر چلا گیا تو نرس نے وہ خط اس کے ہاتھ میں دیا جس کی لکھائی اس نے نہ پہچانی۔ تو نویندہ کے دستخط کو دیکھا۔ جسے دیکھ کر اسے کچھ حیرانی نہ ہوئی۔ اور جب وہ تمام خط پڑھ چکا تو نرس نے پوچھا کہ تم نے اس سے کیا نتیجہ نکالا؟

اسٹورٹ۔ اول یہ کہ یہ بالکل ونی کا لکھا نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس بین کے حاصل کرنے کی کوشش ہے۔ جو باوری کے قاتل کی گواہی ہے۔ کیا یہاں کوئی ریلوے ٹائم ٹیبل ہے؟ اوہ ہے۔ (تھینک یو) مہربانی۔ اور پھر وہ جلد عجلہ ورق آٹنے لگا اور آخر کار اسے جو کچھ کہ وہ چاہتا تھا مل گیا۔ یعنی اسنگ سٹوک اشیشن سے ریل رات کے نو بجکر دو منٹ پر چھوٹی۔ اور دس بجکر دو منٹ پڑواٹر ٹو۔ اشیشن پہنچتی تھی۔ چونکہ رات بھر دوسری ریل واپس نہ آتی تھی۔ اس لئے اسٹورٹ کا دن چڑھے سے پیشتر واپس آنا مشکل تھا۔ اور پھر مکان نمبر گیس کا ٹیس بین

کیونکہ میری پیاری نرس میں اپنے پیارے کی محبت پر کسی بات
 کو ترجیح نہیں دے سکتی۔ میرا وہ کام جو میں نہیں کرنے کی تکلیف
 دیتی ہوں یہ ہے کہ میرے بچے بھائی اسٹورٹ رائیڈ کے
 اس جوڑے کی جیبوں میں جو اس نے موٹر کار کے حادثہ
 کی رات پہنا تھا (غالباً واسکٹ کی جیب میں ایک سبب
 کا ٹین پڑا ہوگا۔ جو مجھے تم آج رات کو بذریعہ ڈاک بھیج دینا کہ
 یہ ایک ضروری سراغ ہے۔ جس کی مسٹر اسٹورٹ پر دی کر رہت
 تھے۔ جب وہ ناقابل ہو گئے۔ تو اب میں حتی المقدور کوشش
 کر رہی ہوں۔ کہ اس ادھورے کام کو جو اسٹورٹ نے شروع
 کیا تھا ختم کر دوں۔ جس کی کامیابی میں مجھے ہر طرح یقین ہے
 مگر ہر صورت اس سبب کے ٹین کا میرے پاس ہونا ضروری
 ہے۔ سو اب پیاری نرس اسے اس طرح ڈاک میں ڈالو
 کہ مجھے یہاں کل صبح کی اول تقسیم سے ملجائے۔ اور کسی سے
 کچھ نہ کہو۔ بلکہ اسٹورٹ تک سے نہ کہنا۔ اگر وہ اچھا ہو کیونکہ
 میں کامیابی کی حد پر پہنچ چکی ہوں۔ اب صرف ثبوت کی
 ضرورت ہے۔ میں ایسی سخت دل نہیں ہوں۔ مگر کچھ بھی ہو
 لانگڈن کو بری کرنا چاہئے۔ خواہ میرے والد یا بھائی چند یوم
 تکلیف پہنچے۔ میں نے اپنی طرز لکھائی کو چھپایا ہے۔ کہ کوئی
 واقف نہ ہو سکے۔ سو براہ مہربانی مطلب سمجھ کر اس خط کو بھاڑ

کو اپنی ایک تصویر بطور نشانی پیش کی۔ اور بچشم تر و بادل ناخواستہ
ہندوستان کے مشہور سرائے رساں کو الوداع کہا۔ لیکانیک تھوڑے
میں اُسے کچھ خیال آیا۔ اور اسٹورٹ نے جھٹ ایک خط
مسٹر باسٹ کے نام لکھ کر اُسے دیا جس میں اُس نے لکھا کہ
نرس نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ اور میں اس کی بغیر اطلاع
چلا آیا ہوں۔ وغیرہ اور کہا کہ اگر میں کل صبح بارگاہِ شہجہ تک
واپس نہ آیا۔ تو یہ خط آپس صاحب کو دے دیتا۔ اور کہہ دیتا
کہ ہمیں سنگھار میز پر ملا سکتے ہیں۔

ہنے نہیں سنا ہی دیا ماجرارول

حال مریمین کیونکر چھپائے طبیعت

نرس۔ لیکن مجھے اُمید ہے کہ ہمیں کوئی خطرہ پیش نہیں ہے؟
اسٹورٹ۔ نہیں گو ذرا نوٹ کرنے میری ہڈیاں دکھا دی
تھیں۔ مگر اب میں پھر ویسا ہی تندرست ہوں۔ تم کوئی فکر نہ
کرو۔ اچھا نوخذ حافظہ۔ اگر بخیر عہد واپس آیا تو تمہاری تکلیف
کا اچھی طرح شکریہ ادا کروں گا۔ میں احسان فرماؤں نہیں۔
نرس ریڈ فرین ابھی دیکھ کر آئی تھی کہ مسٹر باسٹ وراڈی
تھک کر آئے ہیں۔ اور کھانا کھانے ابھی بیٹھے ہیں۔ نرس نے
کہا تو اب چل دینا چاہیے؟

اسٹورٹ نے موقع مناسب سمجھا کہ چپکے سے میز سے اٹھیں

قصبہ بمبتہ کی تلاش کے بعد اسے مصنوعی بیہوشی کی ضرورت نہ تھی۔

نرس۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہیں وہاں بس باسٹ بیگی ہا اسٹورٹ۔ یہ ممکن ہے۔ مگر میں زیادہ جس بات کے واسطے میں جا رہا ہوں وہ اس شخص کی تلاش ہے جو کل صبح ڈاک وائے سے ٹپن لینے کو آدیکا۔ اس میں میرا مطلب ڈومنی ہے میں قیافہ سے تاڑوں گا شاید مجھے دینی کا کچھ سراغ ملجائے۔ اس وقت کے بعد سے وہ اپنے جانے کی تیاری کرتے لگا۔ کیونکہ اب کے اس کو اپنے کپڑوں اور شکل و صورت میں جانا تھا۔ سو اس موقع پر اور بھی زیادہ احتیاط کرنا لازم آئی کہ کوئی نہ دیکھے۔ علاوہ اس کے اسے یہ خیال بھی ہوا کہ وہ تو جا رہا ہے۔ لیکن غیر حاضری میں بوڑھا رئیس یا اور کوئی آگیا۔ تو مفت میں نرس کی مٹی پلید ہو گئی۔ گو چاہے وہ اسی وقت آکر معاملہ درست کرے۔ اور جو وہ اگر کسی وجہ سے نہ آسکا تو پھر بہر صورت نرس ریڈ فرن کو بھاری معرکہ پیش تھا۔ جبوقت اسٹورٹ کو اس نے الوداع کہی تو اس کے ہونٹ و فورٹم سے ہلنے لگے۔ اور اس کی پونم آنکھوں سے واقعہ کی صورت اسٹورٹ پر اچھی طرح ظاہر کر دی مگر وہ مجبور تھا۔ سچ ہے وہ عشقِ اول در دل معشوق پیدا ہو گیا چنانچہ رخصت ہونے سے قبل نرس ریڈ فرن نے اسٹورٹ

تو اسے عجیب ہی تماشہ نظر آیا۔ کہ اس گرمی کی رات کو اس بجے
 تک لوگ جاگ رہے ہیں۔ عورتیں آپس میں لڑ رہی تھیں
 لڑکے نالیکوں میں کھیل رہے تھے۔ اور مرد دروازوں میں کھڑے
 تبا کوکے دھوئیں اڑ رہے تھے۔ گویا ان کے نزدیک ابھی دن
 تھا۔ مگر اسٹورٹ کو اور ہی دھن کتنی۔ اس نے ان باتوں کا
 کچھ خیال نہ کیا۔ اور سیدھا مکان نمبر ۳ کو ڈھونڈھتا چلا گیا اور
 اس کے واسطے اسے تمام گلی ختم کرنی پڑی۔ کیونکہ گلی کے آخر
 سرے والے اور کرم خوردہ دروازہ کے نمبر ۳ سے جلا دیا کہ
 یہی مکان نمبر ۳ ہے جس کی تلاش میں وہ نکلا ہے۔ گلی بہت
 تنگ تھی جس کے آگے دیوار تھی۔ اور جس کی وجہ سے سخت
 اندھیرا تھا۔

مکان نمبر ۳ بہت بُرا اور پانچ منزلہ تھا۔ جس کی کسی زمانہ
 بہت اچھی حالت ہوگی۔ مگر اب تو وہ ظاہراً بالکل غیر آباد اور
 بڑی اتر حالت میں نظر آتا تھا۔ بنچے سے اوپر تک کھڑکیوں پر
 پردے نہ تھے اور اس میں تاریکی کتنی۔ لوہے کے خچلے ٹوٹے اور
 زنگ آلود تھے۔ اور نہ ہی کسی کھڑکی میں آئینہ تھا۔ اسٹورٹ
 سوچنے لگا کہ اس سے کسی کا کیا مطلب ہے، اگر بیچاری ترس
 دھوکہ میں آکر وہ بٹن بھیدتی تو اسے کل یہاں لینے والا
 کوئی نہ ہوتا۔ ڈاکیا غیر آباد گھر میں کس طرح خط دے سکتا تھا

سے اتر کر کھڑکی کی راہ سے ہو کر باغیچہ میں چلا جاوے۔ اور
 پھر وہاں سے گنجان درختوں کی طرف ہوتا ہوا باہر نکل جائیگا
 اور اس نے سیدھا ہانگ اسٹوک اسٹیشن کا راستہ لیا جہاں
 چہنچکر سے خیال ہوا کہ یہیل ہر سٹ کا کوئی باشندہ اسے نہ دیکھے
 اس لئے وہ ٹکٹ لے کر ادھر ادھر پھر کر وقت گزارتا رہا۔ اور
 ریل کے آتے ہی جھٹ ایک کمرہ میں ٹکس کر لیٹ رہا اور یہ تسلی
 کرتی کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ واٹر لو اسٹیشن پر اتر کر وہ
 سیدھا کھانا کھانے کمرہ میں گیا۔ اور وہاں سے قصبہ نمبہ کی کتاب
 خریدنے کے مسافران اٹھا کر کائناتیں لین کو دیکھا۔ جو اسٹیشن سے
 ایک میل دور تھی۔ اور کئی گلیوں میں ہو کر وہاں پہونچتا ہوتا تھا
 چونکہ راستے سے ناواقف تھا۔ اس لئے ایک گاڑی کرایہ کرتی
 جس کو اس نے گلی کے قریب پہونچ کر رخصت کر دیا۔ اور خود
 وہیں کھڑا رہا۔ جب گاڑی دور نکل گئی تو یہ آگے بڑھا۔ گلی میں
 اندھیرا تھا۔ اور دور وہ گلی میں لوگ رہتے تھے۔ اور کہیں
 کہیں وسط میں ایک آدمہ دوکان نظر آ جاتی تھی۔ آخر کائناتیں
 نہیں پہونچا۔ جس کی ظاہر حالات نے بتا دیا کہ کچھ بھی ہو۔ وہی
 مکان نمبر ۳ میں نہیں۔ اور نہ یہاں وہ اپنی خوشی سے رسکتی تھی
 بلکہ خود ہندوستانی افسر جس کے پاس چھ نالی پستول تھا۔ ذرا
 جھجکا۔ کہ آخر اس گھر میں کیا راز ہے؟ وہ کائناتیں لین میں گھسا

قیاس سچ نکلا۔ مالک دوکان ایسا بد بودار میلا کچیلایا لباس پہنے ہوئے تھا کہ سوائے اس گلی کے رہنے والوں کی اسے کوئی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اسکے علاوہ گیس کے پھولے کی بھونی ہوئی مچھلی کی جی متلاسنے والی بو پھیلی رہی کتنی مالک دوکان کا شبیہ سے یہودی ہونا ظاہر تھا۔

دوکاندار حضور بہت عمدہ، کھنی ہوئی مچھلی ہے کھوڑی تو چکیں۔ یہ درافشانی کر کے وہ مچھلی لینے بڑھتا تو معلوم ہوا کہ گھٹنوں سے نیچے اس کی دونوں ٹانگیں کٹی ہوئی تھیں اور جن کے بجائے ٹکڑی کی مصنوعی ٹانگیں لگی تھیں کہ جن سے وہ اچھا خاصہ چل سکتا تھا۔

اسٹورٹ۔ میں مچھلی کے واسطے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ رہیاں اس کا دل مچھلی کی بدبو سے خراب ہونے لگا اور اس کے واسطے میں کچھ احسرت دینا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے نصف اشرفی اس کی میز پر پھینک دی۔

دوکاندار نے جھک کر سلام کیا۔ اور اشرفی کو جیب میں رکھ کر کہا یہ حضور کی نہایت فیاضی اور شرافت ہے آپ کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ اس گلی کے لوگوں کا طرز معاشرت یا کچھ اور۔

یا شاید بد معاشوں کا یہ مطلب ہو کہ جن ہمارے قبضہ سے نکل
جاوے خواہ وہ ڈاکھانوں میں مارا مارا پھرے۔ وہ باہر کے بڑے
دردانہ کی پتھر کی چھ سیڑھیاں اوپر چڑھا اور دردانہ کو دیکھا
تو وہ تہہ تہا۔ اور اس میں خطوط ڈالنے کا خانہ نہ تھا۔ پھر تو یہ
متردبی ہے کہ بد معاشوں نے کسی آدمی کو مقرر کیا ہو۔ کہ وہ وقتاً
مقررہ پر آکر ڈاکے سے خط یا پارسل وصول کرے۔ شاید مجھے
قریب نے رہنے والے اس بارہ میں کچھ بتا سکیں۔ یہ سوچ کر
وہ گھوما تو اس نے دیکھا کہ دو چلتی ہوئی آنکھیں پیچھے دیکھوؤں
کے نیچے مقابل کی دوکان میں سے اُسے تاک رہی ہیں۔ اسٹورٹ
نے خیال کیا کہ چلو آؤ۔ کوئی بوچھنے والا تو ملا اور اس کی طرف
بڑھا۔ جس کی دوکان سے مچھلی کی تیز بو نے ظاہر کر دیا کہ وہ
مچھلی بیچنے والا ہے۔

بہت عجیب سوال باب

بغیر ٹانگوں والا آدمی

آپ اپنے عیب سے واقف نہیں ہوتا کوئی
جیسے بواپنے دہن کی آتی ہے کم ناک میں
اسٹورٹ سڑک سے گزر کر دوکان میں پہنچا تو اس کا

اسٹورٹ۔ میں خود اپنے رہنے کے واسطے نہیں مانگتا۔ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید یہ مکان مرتبہ و اجار بنائے گا کاغذ کھونے کے کام آسکے اتنا کہہ کر وہ دل میں خیال کرنے لگا کہ اس بوڑھے یہودی سے بٹنا بہت مشکل ہے۔

دوکاندار۔ مرتبہ و اجار کا کارخانہ اچھا خیال ہے۔ مگر ٹوٹی ہوئی تالیاں اور یہ کہہ کر وہ اپنی میلی کچیلی میز پر جھبک گیا۔ اور ایسا چہرہ بنا لیا۔ گویا وہ اسٹورٹ کی بات پر نقہیں کرتا ہے۔ اور اس کا اورد حال سنا جاتا ہے۔ مگر اسٹورٹ اس کی حرکت دلچسپ سے سمجھ گیا۔ کہ بوڑھا یہودی اس سے ضرور کچھ چھپا رہا ہے۔ اسٹورٹ۔ کیا تم مجھے اس کے مالک مکان کا پتہ دے سکتے ہو۔ تاکہ میں اگر کل مکان کو اندر سے دیکھنا چاہوں تو دیکھ سکوں دوکاندار۔ پتہ مجھے اچھی طرح معلوم نہیں سوائے اس کے کہ وہ بیرکسٹن روے میں کہیں رہتا ہے۔ لیکن اگر آپ مکان میں جانا چاہتے ہیں تو اس کی میں آپ کو آسان تر قریب جاسکتا ہوں۔ جو یہ ہے کہ آپ تشریف پہنچ کر باور چخانہ کی کھڑکی کھول لیں۔ جو اندر سے بند نہیں ہے اور یوں آپ گھر کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں۔

اسٹورٹ۔ بیشک یہ آسان راستہ ہے۔ میں بہت تکلیف سے بیچ جاؤں گا۔ اور شاید اسی طرح وہ آدمی بھی کرے کہ

اسٹورٹ۔ نہیں میں اس کالینڈر یا رڈر اسکاٹ لینڈ بارڈ
یہ لندن کے خفیہ پولیس کے صدر دفتر کا نام ہے) سے نہیں
آیا ہوں۔ میں تو اس مکان کے نمبر ۳ کی بابت دریافت کیا
چاہتا ہوں۔ وہ کب سے خالی پڑا ہے۔ اور کیا اسے آج یا
کل میں کوئی کرایہ پر لینے آیا تھا؟

دوکان دار۔ ظاہر اسوج میں پڑ کر آپ کے پہلے سوال
کا جواب تو یہ ہے کہ میری یاد میں بیس سال سے اس میں
کوئی نہیں رہتا۔ اور دوبارہ دوسرے سوال کے عرض ہو
کہ یہاں کل ایک آدمی پھر رہا تھا۔ مگر وہ مکان کے اندر نہیں
گیا۔ کیونکہ حسب معمول جس طرح اور لوگ میرے پاس آیا
کرتے ہیں وہ کبھی لینے نہیں آیا۔

اسٹورٹ۔ تو کیا تمہارے پاس کبھی ہے؟

دوکاندار۔ حضور میرے پاس تو نہیں۔ مگر عموماً لوگ یہی خیال
کرتے ہیں۔ کہ وہ میرے پاس ہے۔ کیوں جناب کیا میں پوچھ سکتا
ہوں کہ آپ کا مکان نمبر ۳ سے کیا کام ہے؟ کیا آپ کرایہ پر
لے کر کسی اور کو دینا چاہتے ہیں۔؟ پانچ اشرفی ہفتہ وار کرایہ
ہے لیکن وہ آپ کے رہنے کے لائق تو کسی صورت میں نہیں
اس کی نالیاں خراب اور ٹوٹی ہوئی ہیں مالک مکان اس قدر
غریب ہے کہ ایک پیسہ تک نہیں خرچ کر سکتا۔

اور اس کی سیز پر پھینک دی۔ اور اس کو رات کا سلام کر چلا آیا۔
 زربہر فوالا دہی نرم شود

اسٹورٹ و دوکان سے روانہ ہو کر سیدھا ان غورتوں اور
 بچوں میں ہو کر گلی سے باہر جانا چاہتا تھا۔ کہ اسے خیال ہوا کہ
 ذرا مڑ کر تو دیکھوں کہ ٹرانٹ یہودی اسے تاک تو نہیں رہا ہے
 مگر جو نہی مڑ کر دیکھا تو دوکان دار بچا ہے اس کو جانا ہوا دیکھنے
 کے اس مکان نمبر ۷۳ کی اوپر کی گھر کیوں کی طرف دیکھ رہا
 تھا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ مکان میں ضرور کوئی آدمی
 موجود ہے۔ مگر چالاک یہودی نے اسے نہیں بتلایا۔ اور وہ اس
 معاملہ کو سوچتا ہوا آگے بڑھا چلا گیا۔

شاپسوال باب

لوہے کے دروازہ کے پیچھے

چھپو گے کیا مرا ذوق طلب بھی نہیں دیکھا

ورائے لامکاں ہے انتہاء جستجو مبری

کاشیس لین یسبتہ ایسی جگہ نہ

کتنی کہ وہاں کوئی سوئے لی گھڑی نکال کر وقت دیکھ سکے۔ اس
 لئے جب وہ باہر چاندنی میں آگیا اور اپنی گھڑی نکال کر دیکھ

کھڑکی کی راہ سے مکان میں جا کر باہر کا دروازہ کھول کر اس میں کھڑا ہو جائے۔ اور جو نہی ڈاکیا آئے تو اس سے خط یا بیکٹ وصول کر لے۔ اس کا خیال ہو کہ دوکاندار سے کچھ دریافت کرے مگر اسٹورٹ و میس اس کا جواب سمجھ کر کچھ نہ بولا۔ کیونکہ دوکاندار نے روپیے کے لالچ میں آکر آکر دوسرے کو بھی تباہ دیا ہو تو اس میں کیا شک ہے۔ اور سیرے دریافت کر کے سے بھلا وہ اپنا قائدہ کب ضائع کر سکتا ہے۔ یہ صورت اس نے ارادہ کر لیا کہ کل صبح جب ڈاکیا آئے زگو اس کے پاس ریڈفرن کی طرف سے کوئی خط نہ ہو گا۔ خود وہ خود مکان کے اندر ہو۔ تاکہ اس منظر شخص کو بخوبی دیکھ سکے۔

چنانچہ وہ اپنے دریافت کے نتیجہ سے خوش ہو کر قریب تھا کہ روانہ ہو جائے۔ مگر اس نے ہشتیاء دوکاندار سے پوچھا کہ اس کی ٹانگیں کس طرح ضائع ہوئیں۔ جیسے ہی اس نے سوال کیا۔ بوڑھا ہودی لال پیلا ہو گیا یہ میرا کام ہے۔ تمہیں کیا حق ہے جو تم یوں ایک بیوپاری شخص کے خانگی معاملات پر سوال کرتے ہو۔ براہ کرم آپ ایسی گفتگو نہ کریں۔ میری اپنی ٹانگیں کھن میں بے بیج کھائیں۔ یا کچھ کیا۔ اب کو اس سے کچھ غرض نہیں۔ اسٹورٹ نے میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور میرا مطلب آپ کو ناراض کر نیکانہ تھا۔ اس کو خفا دیکھ کر اس نے نصف اشرفی

جارج۔ اسٹورٹ کو گھور کر بہتے ہوئے تو کیا تم اپنی رخصت
 کے دن بھی جھگڑوں کے بغیر نہیں گزار سکتے؟
 اسٹورٹ۔ جب خاص آدمیوں کا شکاری آپکے اُس آدمی
 کی بابت دریافت کرتا ہے جو میل ہرسٹ میں رہتا ہے۔ اور یہ
 یقینی ہے کہ وہ اس سازش میں شامل ہے جو میل ہرسٹ پر
 یہ ناخوش اور پروردِ صدمہ لائی ہے۔ اور جسے سب جانتے ہیں
 اس بارہ میں اسٹورٹ نے اور زیادہ کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا
 میں اُس دن ایک موٹر کار سے قریب قریب کچل ہی گیا ہوتا
 جبکہ موٹر کار واسے بغیر معافی مانگے یا کھیرائے چلے گئے۔ اور
 جب کہ میں نے اُن صاحبوں کو ڈھونڈا نکالا ہے جن کا نام
 نواب ڈی گورن ہے۔

جارج۔ کرسی پر سیدھا بیٹھ کر۔ نواب ڈی گورن نے قلم
 لائیکلور لیا ہے۔ اور وہ بڑا امیر آدمی ہے۔ جیسا کہ امریکن کہتے
 ہیں۔ اور نوکر چاکر بھی۔

اسٹورٹ۔ اوہ یہ سب کچھ اس کے پاس بہت ہے۔ مگر میرا
 آپ سے یہ سوال تھا کہ کیا فرانس کے شریفوں میں اس نام
 کا کوئی نواب ہے؟ کیونکہ مجھے شک پڑتا ہے کہ وہ جعلی
 نواب ہے۔

جارج۔ خطاب تو واقعی اس کا جعلی ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک

تو یہ اسو اکیارہ بجے تھے۔ اسٹورٹ کا خیال تھا کہ وہ آدھی رات
 گئے بعد کاٹیش لین میں جا کر یہودی کے بتلائے ہوئے طریقہ
 سے مکان نمبٹر میں گھس جاوے گا۔ اور جب تک وہ بنے
 والا آئے وہاں ہی اس کا انتظار کر لیا۔ آدھی میں دو گھنٹے تھے
 اب یہ دو گھنٹہ وہ کہاں لگا رہا۔ اور اگر وہ اپنے گھر جائے تو وہ
 بڑی دور سسرہیمز اسٹریٹ میں تھا۔ اور وہ کسی کلب میں جا کر
 وقت گزارے۔ چنانچہ اس نے کلب میں ہی جانا مناسب سمجھا
 جہاں اس کا منشا یہ دریافت کر نیکا تھا کہ آیا واقعی نواب دمی
 گورن فرانس کا کوئی نواب ہے۔ یا یوں ہی مصنوعی نواب بن بیٹھا
 سو وہ ایک گاڑی کرایہ کر کے کلب "تھیری اسٹارز" میں جو پیکانی
 میں تھا جا پہونچا۔ جس کے تمام ممبر اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ اور دور
 دور کے حالات سے واقفیت رکھتے تھے۔ اندر جا کر جو شخص
 اسے نظر پڑا وہ آنریبل جارج ڈار کی غیر ممالک کے دفتر کا
 اعلیٰ افسر تھا۔ جو ہر طرح کی واقفیت سے ماہر تھا۔
 جارج۔ اوہو اسٹورٹ کیا تم قصبہ میں واپس آ گئے۔
 اسٹورٹ۔ مزاج برسی کر کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا جی میں
 اپنے رشتہ داروں کے ہاں باسٹ ہال میں ہر سٹ میں گیا تھا
 اور آپ سے اس شخص کے بارہ میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں
 جو وہاں قلعہ لائلور میں رہتا ہے۔

اس نے اپنا ذریعہ معاش بنایا ہوا تھا۔ اور اس کی عیاری و خوبصورتی نے علانیہ ایکڑ سوں زنائٹک میں کام کرنے والی عورتوں سے روپیہ گھسیٹنے کا اچھا لٹکا بتلا دیا تھا۔ جہاں تک میرا خیال ہے اچھے رتیسوں کی لڑکیوں سے بھی جو اس کی خواہاں ہوتیں خوب روپیہ بٹورا۔ اینگلنڈ کی دیہاتی زندگی۔ اور قلعہ لانکلوئر کی رہائش یہ کسی سے بدلا لینے کی کوئی نئی چال ہے۔ اور تم ایسے انسانوں کے قدیمی ڈھونڈھنے والے بھیڑیے تھے آخر کار اس راز کو دریافت ہی کر لیا۔ کیوں سچ کہو کیا نواب ڈی گورن نے میل میل ہر سٹ کے پادری کو قتل کیا ہے؟

اسٹورٹ۔ کرسی پر ڈھانسا لگائے ہوئے اور اپنا سگار پیتے ہوئے۔ (جس کی وہ آج کئی دن سے خواہش کرتا تھا) سر ہلا کر نہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں آپ کی مہربانی کے بدلے میں صرف اسی قدر کہہ سکتا ہوں کہ نواب ڈی گورن نے جوزف نیڈیل کو قتل نہیں کیا۔ مگر اس نے کئی بد معاشیاں اور عیاریاں کی ہیں۔ جنکا تعلق گرجا کی واردات سے ہے۔ اور معاملہ بڑا بڑا سرا رہا ہو گیا ہے۔

چارچ۔ میں اس معاملہ میں تپیر زیادہ زور تو نہیں دیتا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ جب تم نے اس راز کا ذکر ہی کیا ہے تو مجھے ساری کیفیت سناؤ گے۔ اس کے بعد دونوں دوست مختلف

نہیں کہ استعمال کرنے والا اس کے لائق ہے۔

اسٹورٹ۔ میں آپ کا یہ مقصد نہ سمجھا۔ ذرا مفصل بیان فرمائیے
جارج۔ صرف یہی کہ نواب ایک عزت کا لفظ ہے اگر ایک
نواب فرانسیسی اس ملک میں بطور شریف کے رہے تو وہ رہ سکتا
ہے۔ اور وہ اپنا نیا نام اور خطاب رکھ سکتا ہے۔ درحقیقت ڈی
گورن از حد چالاک و باہمت آدمی ہے۔ ورنہ ابھی دنیا کی ہوا
اسے لگے۔ کچھ زیادہ مدت نہیں گزری اسٹورٹ کی مشتاق آنکھوں
نے اور زیادہ دریافت کرنا چاہا۔

جب جارج یوں کہے چلا گیا کہ وہ ڈی گورن کے حالات
سے واقف ہے۔ جو کہ دغا اور فریب سے خالی نہیں۔ ڈی گورن
کا کوئی لبا چوڑا یا معزز خاندان نہ تھا۔ کہ اس کے بچوں کی بدکاری
اس پر دھبہ رکھتی۔ کیونکہ خطاب جو تھا تو وہ ان بدنام خطابوں
میں ایک تھا جو نیولین نے اپنے ناکارہ ہاتھوں سے اپنے
گمراہ اور یہودہ شخصوں کو دئے تھے۔ موجودہ نواب اول نواب
کا اکلوتا بیٹا ہے۔ دوسرے بیٹے باغداد کا سنیو علاقہ "مانٹی کارلو"
میں خودکشی کر لی تھی۔ جارج نے اپنے حصہ کی آئینہ کریم رملانی کی
برفت دکھاتے ہوئے ڈی گورن بہ نسبت دوسروں کے زیادہ
چالاک اور ہوشیار تھا۔ اس کو اپنی لیاقت معلوم تھی۔ اور یوں
اپنی سیہ رنگی شرافت اور نوابت کی اپنی عقل اور دانش سے

مقام پر آج کی رات رہیگا۔ اور اوپر کی منزل میں پھرا ہوگا اسکو
کے نزدیک ڈرباکم وصلگی تو کھتی ہی نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اکیلا
کس طرح بنگال کے جنگلوں میں ڈاکوؤں سے بچتا۔

مگر تاہم بھی صرف وہی کی خاطر اسے خیال تھا کہ ہر طرح کی
احتیاط لازم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی بلا میں گرفتار ہو جاؤں اور اب
جو اس نے غور سے دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ بالکل اندھیرے
میں اکیلا ہی نہیں ہے۔ بلکہ گلی کی لالٹین سے اس قدر روشنی
کھڑکی کے ٹوٹے ہوئے آئینوں کی راہ اندر آرہی ہے۔ کہ گزرنے
والا اسے باورچی خانہ میں کھڑا دیکھ سکتا ہے۔ خاص کر اگر اس
شخص نے جس کے واسطے یہ کھڑا ہے۔ اس کی موجودگی معلوم
کر لی۔ تو اس کی ساری محنت رائیگاں ہو جائیگی۔ اور اگر سب اچھے
دیکھ لیا اور منت کی کھینچا مانی ہوگی۔ اس لئے اس نے سوچا کہ بہر
صورت اوپر کے کمرہ میں ہی چلنا چاہئے۔ خواہ اس موجودہ آدمی
سے ہٹھ بھڑھائی کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے بوٹ
اتار کر ہاتھ میں لئے۔ اور آہستہ سے باورچی خانہ کی سیڑھیوں پر
چڑھ گیا۔ تمام کمروں کے دروازہ کھولے ہوئے تھے۔ اور جن میں
جھانکنے پر اسے ایک ہی نگاہ میں معلوم ہو گیا کہ ان میں کوئی
انسان نہیں۔ کیونکہ گلی کی لالٹین کی نسبت نیچے کے یہاں زیادہ
روشنی پڑتی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس نے جلد معلوم کر لیا

باتوں پر گفتگو کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد جارج اجازت لے کر رخصت ہو گیا۔ اور اسٹورٹ وہیں بیٹھے وقت گزارنے لگا کہ کاشیش لین کے باشندے سو جائیں۔ اور آخر کار جب وہ ہوٹل سے نکلا تو نصف رات گئے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا۔ اُس نے ایک گاڑی کرایہ کی۔ اور لین کے سرے پر اس کو چھوڑ دیا۔ اور ایک طرف آڑ میں کھڑا رہا۔ جب گشت کا سپاہی دوسرے نکتہ پر پہونچا۔ تو یہ جھبٹ گلی میں ہو رہا۔ اور آخر کار اس اندھیری دیوار اور مکان نمبٹر کے نزدیک پہونچ گیا۔ جبکہ تمام گلی سنسان تھی بلکہ اُس کے دوست پھلی فروش کی دوکان بھی بند تھی۔ اور شب و بچور کے اندھیرے میں اگر کچھ نظر آتا تھا تو وہ پانچ منزلہ مکان تھا۔ جس کی باہر کی سیڑھیوں پر پنجوں کے بل چڑھ کر وہ باورچی خانہ کے پاس پہونچا۔ جہاں اُسے یہ معلوم ہو کر تسلی ہوئی کہ اس کے نگرے دوست نے اُسے دھوکہ نہیں دیا۔

اسٹورٹ آہستہ سے کھڑکی کھول کر چوکھٹ پر پاؤں رکھ اندر کود گیا۔ اور کھڑکی بند کر دیا۔ کہ گشت کا سپاہی اُسے نہ دیکھ سکے اب وہ خیال کرنے لگا کہ آیا وہاں ہی ہے۔ یا کسی اوپر کے کمرہ میں چلا جائے۔ گو اُسے بوڑھے یہودی پھلی فروش کا اخیر منزل کی کھڑکیوں کی طرف دیکھنا نہ بھولا تھا۔ جس سے اُسے یقین ہو گیا تھا۔ کہ وہ کل ڈاکے سے ملنے والا آدمی ضرور اسی

کے بالکل مختلف تھی۔ اور جسے اس حالت میں ایک غیر آباد گھر نہ کہا جاسکتا تھا۔ اُوہو یہ کیا ہے؟ کیونکہ اس وقت اس کا ہاتھ بوسے کی چکنی اور ٹھنڈی سطح پر لگا۔ جبکہ اُس کے دماغ نے اُسے فوراً بتلادیا کہ وہ بوسے کا ایک دروازہ ہے۔ جو راستہ کے مرکز میں لگایا گیا ہے۔ کہ آدمی اس طرف کے کمروں میں نہ جاسکے۔ اور دروازہ اس قدر مضبوط اور احتیاط سے لگایا گیا تھا جیسے کہ کسی بینک کے خزانہ کا دروازہ اب اس کی ہوشیار انگلیاں دروازہ کی موٹھے تلامش کرنے لگیں کہ وہ اُسے کھول سکے۔ وہ اسی تلامش میں مشغول تھا کہ یکایک حیران ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا کیونکہ اس وقت بوسے کے دروازہ کے پیچھے سے بوتل کے کارک کھلنے اور کسی کے منسنے کی آواز نہ آئی۔ جس کے پیچانے میں اُسے کوئی غلطی نہ ہو سکتی تھی۔

اکھائی سو اسی باب

(دروازہ کھلتا ہے)

فتح و شکست تو قسمت کے ہاتھ ہے اے امیر

مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

اس بے تکی منہسی کی آواز کو سن کر اسٹورٹ کا ارادہ ہوا کہ

کہ کمرے خالی ہیں اور جن کے خالی ہوئے آسے اور اوپر چڑھنے
 کی جرات دی۔ اور جب یہ آہستہ سے اوپر کی چھت پر چڑھ گیا
 تو وہاں بالکل اندھیرا پایا۔ تب اُس نے دیوار کے سہارے
 ٹٹول کر آگے بڑھنا شروع کیا۔ اُس کی اس تلاش نے اُسے
 یہاں بھی فوراً بتا دیا کہ تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اور کھڑکی
 کے ٹوٹے ہوئے آئینوں میں سے ہوا برٹے زور سے آرہی ہے
 وہ باری باری ہر ایک کمرہ میں گیا۔ اور جس میں جاتا گیا ذرا ذرا
 دیر ٹھہر کر دیکھتا گیا۔ کہ شاید کسی رہنے والے کے سانس کی آواز
 آجائے۔ مگر وہاں کچھ نہ تھا۔ اس نے اب کے وہ تیسری چھت
 پر چڑھا۔ یہاں کھڑکیاں گلی سے دور ہوا کے ٹرخ نہ تھیں جسکی
 وجہ سے اس میں دل مالش کرتے والی بو آرہی تھی۔ یہ نہیں
 کہ اس میں ہوا بالکل نہ آتی تھی۔ مگر تاہم بھی اس کے نچھٹوں نے
 وہاں ٹھہرنا گوارا نہ کیا۔ اس نے وہ اپنے سامنے کے چھتے ہوئے
 راستے سے مکان کے پچھلے بازو کی طرف جانے لگا۔ یہاں بھی
 کھلے ہوئے دروازے نے کسی آدمی کا ہونا ظاہر نہ ہوتا تھا۔
 اور یہ اور زیادہ حیران ہو کر مشتاق ہوتا جاتا تھا۔ مگر اس نئے کمرہ
 میں آسے ایسی یو آئے لگی جیسے اس میں کوئی ابھی رہا ہو۔ اور
 وہ بھی بالکل سادہ طور پر پھولوں کے چند گلدستوں کی بورہنے والے
 کی انسانیت ظاہر کر رہی تھی۔ جو کاسٹیس لین کے رہنے والوں